بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی مشہور زمانہ اور مقبول عالم کتاب مستطاب "حسام الحرمین" شریف کے متعلق کیے گئے
معروف مولانا فیض رسول صاحب کے واویلا کی کہانی، اس پر ان کی مضبوط علمی واصولی گرفت نیز
منہ مانگی پانے کے باوجود موصوف کے فرار کی مکمل داستان

تالیف

مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی (رحیم یار خان)

باہتمام

ضیغم اہل سنت، حضرت علامہ

سید ابو حفص مظفر شاہ صاحب اختر القادری

قادریہ پبلشرز کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

—— ••• ——

اہلِ تنقیص کے حکم شرعی کے بیان پرمبنی اور علماء عرب وعجم سے تائید یافتہ
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی مشہور زمانہ اور مقبول عالم کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف کے متعلق کیے گئے
معروف مولانا فیض رسول صاحب کے واویلا کی کہانی' اس پر ان کی مضبوط علمی واصولی گرفت نیز
منہ مانگی پانے کے باوجود موصوف کے فرار کی مکمل داستان

المو سوم بہ

سعادت الدّارین فی صداقة حسام الحرمین

المعروف بہ

روئیداد مناظرہ حسام الحرمین

—— تالیف ——

مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی
صدر شعبہ تدریس وافتاء ومناظرہ وشیخ الحدیث ومہتمم
جامعہ غوثیہ اعظم رحیم یار خان (بہاول پور۔ پنجاب۔ پاکستان)

••• باہتمام •••

ضیغم اہل سنت' حضرت علامہ سید ابوحفص مظفر شاہ صاحب اختر القادری

—O—

قادریہ پبلشرز
نیا آباد کراچی

نام کتاب　　روئیداد مناظرہ حسام الحرمین
نام مصنف　　مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی
سن اشاعت　　شوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۷ء
تبلیغی ہدیہ　　روپے

نوٹ: تصحیح کی حتی الوسع پوری کوشش کی گئی ہے پھر بھی کوئی غلطی سامنے آئے تو ادارہ کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں

ملنے کے پتے

- قادریہ پبلشرز، نیا آباد کراچی • کاظمی کتب خانہ، رحیم یار خان
- مکتبہ مہریہ کاظمیہ، ملتان • مکتبہ غوثیہ، نیو سبزی منڈی، کراچی
- مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی • مکتبہ قادریہ، نزد دربار شریف حضرت داتا صاحب، لاہور
- علامہ سید محمد ارشد بخاری، خطیب اعظم جامع مسجد گرڈ اسٹیشن فیصل آباد
- اویس رضا لائبریری، لطیف آباد حیدر آباد (سندھ)
- حاجی محمد اشرف، آدم نورانی، کٹی بازار، سکھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست عنوانات رسالہ ہٰذا

•••

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

وجہ تالیف ہٰذا:

تحریراً تبادلۂ خیال کے وقت مسمّٰی علامہ فیض رسول صاحب نے زیر بحث موضوع پر جمع شدہ اپنے مواد کو چھپوا دینے اور منظر عام پر لانے کی بات کی تھی جس پر ہم نے انہیں کہا تھا کہ ایسی غلطی مت کرنا کہ اس سے سخت پریشانی اٹھاؤ گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے انہیں متنبہ کیا تھا کہ اگر آپ نے یہ اقدام کیا تو ہمیں بھی ''کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ'' کے مطابق اس کی جوابی کاروائی کا ہر حوالہ سے پورا پورا حق ہوگا جسے انہوں نے صریحاً قبول کیا تھا جس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔ موصوف پہلے تو خاموش رہے اب کم وبیش پونے تین سال کے بعد انہوں نے اپنے اس مواد کو باقاعدہ مضمون کی شکل اور مخصوص عنوان دے کر شائع کردیا ہے جو ''ماہنامہ متاعِ کارواں بہاول پور'' کے مارچ اور اپریل ۲۰۱۷ء کے دو شماروں میں (دو قسطوں میں) چھپا ہے۔

بناءً علیہ موصوف کے گھپلوں کو واضح کرنے اور اس سلسلہ کے اصل حقائق کو کھولنے کی غرض سے ہم بھی ان تفصیلات کو قارئین کی خدمت میں پیش کررہے ہیں جو موصوف اور ہمارے مابین ہونے والی تحریری لے دے اور موبائل میسجز میں

ریکارڈ پر محفوظ ہے۔ تو لیجئے پڑھئے اس روئیداد کا پہلے اجمالی پھر تفصیلی بیان۔

روئیداد کا اجمالی بیان:

ہوا یہ کہ موصوف (فیض رسول صاحب) نے مرکز دعوت اسلامی کراچی میں اپنے دورِ تدریس میں حضور امام اہل سنت مجدد ملت عظیم البرکۃ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی قدس سرہ کے اہل تنقیص کے خلاف صادر فرما گئے عالم اسلام سے کامل تائید یافتہ مقبولیت تامہ وعامہ کے حامل مشہور فتویٰ مبارکہ حسام الحرمین شریف سے انحراف کر کے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔

تو ذمہ دارانِ مرکز غیور حضرات نے اس کا بروقت نوٹس لیتے ہوئے موصوف کو اس سے توبہ کرائی دوبارہ کلمہ پڑھایا تجدید نکاح کرائی اور خطاب جمعہ میں خود ان سے اعلان کرایا کہ اس عرصہ (بغاوت) میں ان کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازوں کا اہل سنت حضرات اعادہ کریں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایسا کئی بار ہوا۔ واللہ ورسولہ تعالیٰ اعلم۔

بالآخر اصحاب مرکز کی طرف سے انہیں تدریسی ذمہ داری سے بے دخل اور ادارہ و مسجد سے فارغ کر دیا گیا جو ان کا لائقِ صد ستائش فیصلہ تھا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ علیہ احسن الجزاء۔

اس کے بعد وہ بعض دیگر سنی اداروں سے بھی اسی طریقہ سے فراغت پا کر کہروڑ پکا شہر (ضلع لودھراں) کے اہل سنت وجماعت کے معروف ادارہ جامعہ غوثیہ میں کسی طرح تعینات ہو گئے لیکن یہاں بھی اپنی کارگزاریوں سے باز نہ آئے اور حسبِ عادت یہاں پر بھی انہوں نے اپنی تحریک کو تحریراً تقریراً جاری

رکھا بلکہ یہاں پر انہوں نے خود کو یک گونہ آزاد محسوس کرتے ہوئے کلاس اور اپنے حلقۂ اثر میں اب تو اس پر لیکچر بھی دینے شروع کر دیئے اور بہت سے کچّے ذہنوں کو تشکیک کا شکار بھی کر دیا جسے علاقہ کے اہل تنقیص حضرات کا پسندیدگی کی نظر سے دیکھنا ایک لازمی امر تھا۔ چنانچہ وہ ظاہراً باطناً ہر حوالہ سے موصوف کے سرپرست بن گئے اور انہیں اپنے ''ولی کامل'' کے طور پر پیش کرنے لگے۔ ان کے وارے نیارے ہو گئے' ان کے منہ میں پانی آ گیا اور وہ جامعہ پر باآسانی قابض ہو جانے کے خواب دیکھنے لگے بلکہ اندرون خانہ عیدیں بھی منانے لگے تھے۔ اس طرح سے موصوف تقریباً چھ سال چمٹے رہے۔ یہاں کی انتظامیہ اگرچہ خالص اہل سنت ہے لیکن اس طرح کے مسائل سے نمٹنا ان کا شعبہ نہیں اس لیے وہ موصوف کو جلد نہ سمجھ پائے' جب اچانک پانی سر سے اوپر آنے لگا تو وہ بھی ان کی حقیقت کو بھانپ گئے۔ پس انہوں نے بھی انہیں دیس نکالا دیا جس پر وہ بھی بہت داد تحسین کے لائق ہیں۔ اس حوالہ سے جامعہ غوثیہ کہروڑپکا کے فاضل مدرس علامہ قاری عبدالرحمٰن صاحب نقشبندی سلمہ اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف اور فیض صاحب موصوف کے درمیان توسط کا قابل قدر کردار ادا فرمایا۔

اب سننے میں آیا ہے کہ موصوف نے بہاول پور شہر میں ایک سنّی ادارہ کی منتظمہ کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو کر اس میں اپنی تعیناتی کرا لی ہے لیکن امید ہے یہاں بھی ان کا طلسم زیادہ دیر تک نہیں چل سکے گا بلکہ بہت جلد ٹوٹ جائے گا اور احباب اہل سنت غیرت ایمانی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فوفقھم اللہ تعالٰی لذلک آمین۔

اب پڑھیے اس اجمال کی تفصیل۔

روئیداد کا تفصیلی بیان:

کچھ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب مسمّی فیض رسول صاحب نے اپنے موقف کے حق میں وضع کیے گئے ایک ہی مضمون کے وقتاً فوقتاً کچھ ترمیم واضافہ کے ساتھ مختلف اوقات میں مختلف عنوانات سے مجموعے تیار کر کے لوگوں کو پریشاں کرنے کی غرض سے پہنچانے اور دکھانے شروع کیے اور اس کے لیے سخت مہم چلادی اور معاملہ طول پکڑ گیا تو اس میں فقیر راقم الحروف کو اہل سنت اور دیوبندیوں کی طرف سے کچھ خطوط موصول ہوئے جن میں مسلک کا درد رکھنے والے بعض اہل سنت نے اس کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا جب کہ دیوبندیوں نے موصوف کے اس باغیانہ اقدام کو اپنے اہل تنقیص بزرگوں کی کرامت قرار دیتے ہوئے اپنی جماعتی کامیابی کا ایک قدم قرار دیا اور طنزیہ انداز میں لکھا کہ دیکھو تمہارے مولوی بھی ہماری تائید پر آ گئے ہیں۔ اہل سنت کا اس سلسلہ کا خط کراچی سے آیا۔ جب کہ دیوبندیوں کا خط ننکانہ ضلع شیخوپورہ سے موصول ہوا تھا جو ریکارڈ پر موجود اور محفوظ ہیں۔

فیض رسول صاحب کے نام فقیر کا پہلا مکتوب:

اس صورت حال کے پیش نظر فقیر نے باقاعدہ مراسلت کا آغاز کرتے ہوئے موصوف کو مؤرخہ ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۷/ اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز پیر کو پہلا مکتوب بھیجا تھا جو من وعن حسبِ ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡم وَآلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡن

عمدۃ المدرسین، فاضل جلیل، مفخر الاماثل جناب علامہ فیض رسول صاحب سلّمہ ربہ الواہب۔ تسلیمات مسنونہ وافرہ!

اینجا خیر و آنجا بادا ٥ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک بار حج کے موقع پر خیمات منٰی میں ہماری ملاقات ہوگئی تھی جو پہلی اور تاحال آخری ملاقات تھی جس کو عرصہ بیت گیا ہے ولعل اللہ یحدث بعد ذلك امرًا۔

٥ اس وقت باعث زحمت دہی یہ ہے کہ مجھے ننکانہ سے اشرف (فی الحقیقۃ "اسرف") نامی کسی دیوبندی کا ایک خط موصول ہوا ہے جس میں اس نے انتہائی خوشی کے انداز میں اور گویا کوئی قلعہ فتح کر لینے کے طرز پر آپ کے حوالہ سے یہ ظاہر کیا ہے کہ آپ نے یہ نظریہ قائم کر لیا ہے کہ چار مشہور دیوبندی مولویوں (نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، اور تھانوی) کے متعلق حسام الحرمین شریف کا فتوٰی معاذ اللہ صحیح نہیں۔

٥ بالفاظ دیگر شیخ العرب والعجم، امام اہل سنّت، مجدّد ملّت اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدّس سرّہ القوی نے جو مذکورہ دیوبندیوں کی مخصوص (مبتدعانہ، گستاخانہ اور کفریہ) عبارات کی بنیاد پر ان کا حکم شرعی بیان کرتے ہوئے ان کی تکفیر فرمائی اور اس وقت کے بشمول حرمین طیّبین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً عرب وعجم کے مسالک ومشارب اربعہ کے تین سو سے زائد ائمہ وعلماء

ومشائخ اہل سنّت رحمہم اللہ اجمعین نے اس کی تائید وتصویب اور تصدیق وتوثیق فرمائی تھی، آپ (علامہ فیض رسول صاحب) نے اس کی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے اسے بے جا اور غلط قرار دیا ہے۔

○ فقیر کا چونکہ ہمیشہ کا معمول ودستور ہے کہ محض سنی سنائی پر یقین نہیں کرتا اس لیے فَتَبَیَّنُوْا کے حسب اقتضاء نیز اصول ذمّہ داری کے پیشِ نظر حقیقت حال سے آگاہی حاصل کرنے کی غرض سے مزاحم ہوں کہ پہلی فرصت میں صحیح صورت حال سے تحریراً مطلع فرما کر قلق دور فرمائیں یاد ہے کہ اسی مضمون کا ایک خط کراچی سے بھی پہنچا ہے جس کے ارسال کنندگان کا تعلق اہل سنّت سے ہے (کما ھو الظاھر منہ) جب کہ براہِ راست میری ان سے کوئی شناسائی نہیں ہے، انہوں نے فقیر کو اس کے نمٹانے کا کہا ہے۔

○ امید ہے جناب ذمّہ داری نبھاتے ہوئے اور ترجیحی بنیادوں پر پہلی فرصت میں جلد مطلوبہ جواب مرحمت فرمائیں گے۔ فقط والسلام خیر الختام۔

شدت سے جواب کا منتظر

عبدالمجید سعیدی رضوی بقلمہ

صدر شعبہ تدریس وافتاء ومناظرہ ومہتمم

جامعہ غوثِ اعظم وجامعہ سعیدیہ وخطیب جامع مسجد نوری رحیم یار خان سٹی

(ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۷/اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز ایمان افروز وباطل سوز دوشنبہ مبارکہ)

فقیر کا یہ مکتوب' موصوف کو موصول ہوا جس کی تحقیق وتصدیق خود موصوف کے ذریعہ سے بھی ہوئی اس طرح سے کہ انہوں نے اپنے ایک شاگرد (جس نے اپنا تعلق سمّہ سٹّہ سے بتایا۔ اس) سے فقیر کو فون کرایا کہ وہ (فیض

صاحب) کہتے ہیں کہ آپ کا خط موصول ہو چکا ہے جس کا جواب میں تحریر کر رہا ہوں۔ زبانی طور پر اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دیابنہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ صحیح تو ہے لیکن ضروریاتِ دین سے نہیں ہے کہ اس کا نہ ماننے والا کافر قرار پائے۔

فقیر نے جواباً کہا ان سے تازہ کہہ دو کہ جب آپ کا تحریری جواب آئے گا تو اسی کے مطابق جواب پیش کروں گا' سردست آپ نے جتنا کچھ زبانی جواب دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسام الحرمین شریف میں صرف دیابنہ اربعہ کی تکفیر نہیں فرمائی بلکہ اس میں مَرزا غلام قادیانی کو بھی شامل فرمایا بلکہ سرفہرست رکھا ہے تو کیا اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ کے ضروریات دین سے نہ ہونے کا یہ حکم قادیانی کے متعلق صادر کیے گئے فتویٰ پر بھی عائد ہوگا؟

یعنی اس حوالہ سے یہ کہنا بھی درست ہے کہ قادیانی کے متعلق دیا گیا' اعلیٰ حضرت کا فتویٰ صحیح تو ہے لیکن ضروریاتِ دین سے نہیں کہ اگر کوئی قادیانی کو کافر نہ کہے تو آپ کے حسب قول اسے کافر نہیں کہا جائے گا؟ (کما قلت عن الدیابنة) مگر موصوف نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

پھر عرصہ کم وبیش تین ماہ کے بعد انہوں نے ۱۲/ جنوری ۲۰۱۵ء کو جامعہ غوثیہ کہروڑ پکا کے جلسہ میں فقیر کی شرکت کے موقع پر دوراز کار اور غیر متعلق باتوں پر مبنی وہابی کے اعداد کے مطابق ۲۴ صفحات کا ایک پلندہ فقیر کی واپسی کے وقت فقیر کو دستی پکڑایا اور کہا یہ آپ کے مرسلہ خط کا جواب ہے۔

میں نے کہا اب رات کا اکثر حصہ بیت چکا ہے (رات کے ساڑھے

بارہ بجے کا وقت تھا) اس وقت اس کا دیکھنا اور اس کے متعلق کچھ کہنا تو مشکل ہے۔ دیگر کے علاوہ ربیع الاوّل شریف کی مصروفیات بھی ہیں۔ تسلّی سے پڑھ کر بعد میں کچھ عرض کر سکوں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ تاریخ میں جب میں کہروڑ پکا پہنچا' مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب نقشبندی مدرس جامعہ مذکورہ سے موصوف کے بارے میں میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا وہ کل (یعنی ۱۱ جنوری) سے مدرسہ سے روپوش ہیں اور یہ تبصرہ بھی کیا کہ ہمارے حسبِ تجزیہ ان کا خیال شاید یہ تھا کہ ہم نے آپ کو دراصل ان سے اس موضوع پر گفتگو کے لیے مدعو کیا ہے محض بیان کے لیے نہیں اس لیے وہ سامنا کرنے کے خوف سے کہیں ادھر ادھر ہو گئے ہیں۔ بہرحال جب وہ جلسہ کی شب بازیاب ہوئے تو کسی کو معلوم نہیں کہ کس وقت آئے ملاقات ہوئی تو عین ہماری واپسی روانگی کے وقت۔

نیز یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ دوران جلسہ حاضرین وسامعین کی طرف سے مختلف مسائل پر موصوف کے بارے میں جواب طلب پرچیاں موصول ہوئیں جن کے انہیں موقع کی مناسبت سے بھرپور جوابات دئے گئے جس سے موصوف کے مذہبی حالات کا مزید اندازہ ہوا۔

آمدیم بر سر مطلب!

پلندہ کھول کر دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس میں مطلوبہ امور کے جوابات صاف صاف دینے کی بجائے بالکل مبہم اور گول مول انداز اختیار کر کے اصل بات کو آئی گئی کرنے اور کلام کا رُخ دوسری طرف موڑنے کی سعی نامشکور کی گئی

ہوئی تھی۔ چنانچہ اس پلندہ کی جن سطور کو انصافاً جواب کا نام دیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہیں:

(مختصراً خطبہ کے بعد ان کے لفظ ہیں) ''استاذ العلماء قبلہ مفتی عبد المجید سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور آپ نے فتاویٰ حسام الحرمین کی بابت بندے کا نظریہ دریافت فرمایا ہے۔ تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ اصولوں کی روشنی میں مفتی کے فتویٰ تکفیر کی جو حیثیت ثابت ہے، اس درجہ میں یہ فتویٰ صحیح ہے لیکن تکفیر شخصی کو ضروریاتِ دین قرار دے کر پیر کرم شاہ صاحب اور ان کے متبعین علماء کرام کی تکفیر کرنا بندہ کی سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ یہاں نہ تو ضروریاتِ دین کی تعریف اور اس کے لوازمات صادق آتے ہیں اور نہ ہی ان کے ثبوت کے لیے درکار ادلہ یہاں موجود ہیں۔ دیکھئے المعتمد المستند حاشیہ نمبر ۱۰۲ میں متعدد کتب کے حوالہ سے درج ہے کہ عقائد میں تقلید جائز نہیں اسی لیے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تعذیب مطیع کے بارے میں ماتریدیہ کو چھوڑ کر اشاعرہ کا مذہب اختیار فرمایا۔

نیز فتاویٰ رضویہ تخریج شدہ جلد ۱۸ صفحہ ۴۸۸ پر مسئلہ ۱۱۲ کے مطابق عالم پر جب تک وہ اپنے دلائل کی کمزوری اور اپنے مقابل جماعت علماء کے دلائل کی مضبوطی ظاہر نہ ہو تب تک اپنی رائے نہیں چھوڑ سکتا۔

لہٰذا اگر کوئی عالم دین ضروریات کی تعریف وثبوت اور اس کے لوازمات کا یہاں انطباق کر کے دکھا دے تو بندہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہے''۔

ملاحظہ ہو (چوبیسی پلندہ صفحہ ا سطر نمبر ا تا نمبر ۷)

اقول: کوئی بھی منصف مزاج ذی علم اسے ہمارے سوال کا جواب

مطابقی نہیں کہہ سکتا جواب طلب بات صرف یہ تھی کہ مذکورین فی السؤال کی تکفیر کے آپ (فیض صاحب) قائل ہیں یا نہیں؟ جس کا صراحت کے ساتھ اور دو ٹوک جواب دینے کی بجائے گول مول انداز میں دوسری غیر متعلق بحثیں چھیڑ دیں اور خصوصیت کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ وہ پیر کرم شاہ صاحب اور ان کے متبعین علماء کی تکفیر کو تسلیم نہیں کرتے۔ اسی کو کہتے ہیں سؤال گندم جواب چنا۔

ان سے جناب پیر کرم شاہ صاحب ازہری کے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا کہ اس مسئلہ میں ان کا نظریہ کیا ہے جب کہ پیر صاحب کے مذکورین فی لسؤال اہل تنقیص کے متعلق عدم تکفیر کے فتویٰ کا دعویٰ بھی محتاج ثبوت ہی نہیں محل نظر بھی ہے۔ اسی طرح ان سے یہ بھی سؤال نہیں کیا گیا تھا کہ عقائد میں تقلید کی شرعی حیثیت نیز تعذیب مطیع کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا موقف کیا ہے اور نہ ہی ضروریات دین کی تعریف وثبوت اور اس کے لوازم کے انطباق وعدم انطباق کی کوئی بات تھی۔

بناءً علیہ ان کی یہ سب باتیں بالکل زائد، غیر متعلق اور کم از کم یہ کہ قبل از وقت تھیں اور انہوں نے خلط مبحث بلکہ سلب منصب سے بھی کام لیتے ہوئے ہمارے سؤالوں کے جوابات دینے کی بجائے الٹا ہم سے سؤالات بھی کر دیئے جو قطعاً اصول وانصاف کے خلاف ہے۔

فیض صاحب کے نام فقیر کا دوسرا مکتوب:

اس لیے انہیں اصل پر لانے اور اصولوں کا پابند بنانے کے لیے مؤرخہ ۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ مطابق ۶/ فروری ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک دوسرا مکتوب

ارسال کیا گیا جو لفظ بہ لفظ حسب ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلام عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡن

سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا وَحَبِیۡبِنَا مُحَمَّد وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وتبعہ اَجۡمَعِیۡن

عمدۃ المدرسین استاذ العلماء حضرت علامہ فیض رسول صاحب سلمہ ربہ الواہب بعد از تسلیمات مسنونہ وافرہ وادعیہ صالحہ کثیرہ!

جناب کا جوابی مکتوب جو آپ نے اسال کے ربیع الاوّل شریف میں جامعہ غوثیہ کہروڑ پکا کے جلسہ میں فقیر کی حاضری کے موقع پر فقیر کو بالمشافہ دستی طور پر دیا تھا' گونا گوں شدید مصروفیات کے باعث تا حال اسے صرف سرسری طور پر ہی دیکھ سکا ہوں بالاستیعاب اور بالنظر الغائر نیز اس میں دیئے گئے حوالہ جات کو محوّلہ کتب سے تقابل کے ساتھ دیکھنا ابھی باقی ہے۔ جس کے لیے وقت نکال رہا تھا کہ بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم حرمین طیّبین زادہما اللہ تعظیماً وتشریفاً وتکریماً کی حاضری کے لیے بندہ کا نام نکل آیا۔

بناءً علیہ تفصیل واپسی پر ہو گی جب تک واپسی ہوتی ہے' آپ عریضہ ہٰذا کے موصول ہوتے ہی پہلی فرصت میں حسبِ ذیل دو امور کی تحریراً وضاحت فرما کر اسے بائی پوسٹ ارسال فرما دیں کیونکہ آپ کے مکتوب میں ان کا صراحۃً ذکر نہیں ہے جب کہ مسئلہ پر علیٰ وجہ البصیرۃ کلام کرنے کے لیے ان کا آنا لازم ہے۔

وھما حسبما یاتی فی الآتی:

نمبر ا: یہ کہ دیابنہ اربعہ (گنگوہی' نانوتوی' تھانوی اور انبیٹھوی) جن کی

بعض کفریہ اور گستاخانہ عبارات کی بنیاد پر حسام الحرمین شریف میں انہیں کافر قرار دیا گیا اور ان کی تکفیر کی گئی ہے' آپ خود ان عبارتوں کی بناء پر مذکورین کو کافر سمجھتے ہیں یا نہیں بالفاظ دیگر آپ ان کی تکفیر کے قائل ہیں یا نہیں؟ جواب کا دوٹوک ہونا ضروری ہے۔

نمبر۲: یہ کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ تکفیر شخصی ضروریات سے نہیں یا امام اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس تکفیری فتویٰ کو ماننا ضروریات دین سے نہیں ہے تو کیا اس کا اطلاق آنجہانی مرتد قادیانی اور اس کے سب ماننے والوں پر بھی ہوگا یا نہیں؟

بالفاظ دیگر مرزا قادیانی اور اس کے اذناب واتباع کو کافر سمجھنا ضرویات دین سے ہے یا نہیں؟ اور ان سب کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کو ماننا ضروریات دین سے ہے یا نہیں؟ اور آپ خود قادیانی اور اس کے متبعین کو کافر سمجھتے اور ان کی تکفیر کے قائل ہیں یا نہیں؟ اس کی بھی دوٹوک وضاحت مطلوب ہے۔

آخر میں اس پر آپ کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے مسئلہ کے لیے جس محنتِ شاقّہ سے مواد جمع فرما کر اسے ہر جہت سے مرتب ومدون فرمایا ہے' وہ اپنی مثال آپ ہے۔ لیکن اس حوالہ سے ایک امر بہت توجّہ طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ کے سننے میں آیا تھا کہ آپ اپنے جمع کردہ اس مواد کو کتابی شکل میں منظرِ عام پر لانے کا ارادہ رکھتے ہیں' فقیر کا مشورہ یہ ہے کہ آپ ایسا ہرگز نہ کریں اور کسی کے سبز باغ میں مت آئیں کیونکہ اس کا فائدہ اغیار کو پہنچے گا اور نا قابل تلافی نقصان آپ کو ہوگا جب کہ اس کی کوئی شرعی حاجت بھی نہیں ہے جس کی

تازہ مثال کے طور پر مصنف تحقیقات کو رکھ لیجئے۔ جب کہ مسئلہ بھی لاینحل نہیں بلکہ ان شاء اللہ قابل حل ہے۔ آگے ”کار بدست مختار“ فقط والسلام خیر الختام۔

آپ کا منتظرِ جواب خیر اندیش

عبدالمجید سعیدی بقلمہ

از جامعہ غوثِ اعظم رحیم یار خاں

(۱۶/ ربیع الآخر مطابق ۶/ فروری ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک

لیکن کم وبیش تین ماہ مزید گزر جانے کے باوجود ان کا کسی قسم کا کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

فیض صاحب کے نام فقیر کا تیسرا اور آخری مکتوب:

جواب سے مکمل مایوسی کے بعد اب انہیں آخر الکلام کے طور پر مؤرخہ ۲۲/ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز پیر تیسرا خط لکھا گیا اور جواب کے لیے انہیں تاریخ موصولی سے ایک ہفتہ کی ڈیڈ لائن دی گئی کہ اس مدّت میں جواب نہ آنے کی صورت میں ان کا عجز نیز یہ سمجھا جائے گا کہ وہ مسئلہ کو سلجھانے کی نیت نہیں رکھتے مگر پھر بھی ان کی طرف سے مکمل خاموشی رہی اور ان کا کوئی جواب نہ ملا۔ خط کی نقل مطابق اصل حسبِ ذیل ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ ونسلم عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وتبعہ وَعَلَیْنا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْن

محترم المقام استاذ الفضلاء علامہ فیض رسول صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

الواہب بعد از تسلیمات مسنونہ وافرہ! نخبۃ المرام اینکہ ''حسام الحرمین شریف کے متعلق جاری مراسلت کے حوالہ سے فقیر نے اپنا دوسرا مکتوب آپ کو مؤرخہ ۱۶/ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ مطابق ۶/ فروری ۲۰۱۵ء کو ارسال کیا تھا جو آپ کو موصول ہو چکا ہے جس میں یہ تھا کہ مسئلہ پر علیٰ وجہ البصیرۃ کلام اور کما حقہ غور وخوض کے لیے آپ کی طرف سے دو امور کی تحریری صورت میں وضاحت کا آنا اشد ضروری ہے وھما حسب الآتی:

نمبر ا: یہ کہ آپ کے بقول (اعنی جیسا کہ آپ نے اپنے ایک شاگرد کے ذریعہ ٹیلیفونک گفتگو پر کہا) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دیوبندیوں کے متعلق فتویٰ اگر ضروریات دین سے نہیں ہے تو کیا اسی نوعیت کا قادیانی کے متعلق آپ کا فتویٰ بھی ضروریات دین سے نہیں ہے کیونکہ آپ نے اپنے اس فتویٰ مبارکہ میں جس کو سب سے سرفہرست رکھا ہے وہ قادیانی ہی ہے (مع اذنابہ)؟

نمبر ۲: یہ کہ آپ بذات خود دیابنہ اربعہ مشہور کی (ان کی معروف کفریہ اور گستاخانہ عبارات کی بناء پر) تکفیر کے قائل ہیں یا نہیں؟

دو لفظوں میں (اعنی ہاں یا نہ میں) جواب دینے کا کہا تھا' تفصیلات کے اپنانے کا مطالبہ نہ تھا بلکہ اس کی نفی مصرح تھی لیکن تاحال آپ کی طرف سے اس کا کسی طرح سے مطلوبہ جواب نہیں ملا حساب کر کے دیکھ لیں تقریباً تین ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ ایک ایک حرف بھی روزانہ لکھتے رہتے تو جواب کب کا مکمل ہو چکا ہوتا جو بہت حیرت انگیز اور سخت تعجب خیز ہے کہ آخر جواب نہ دینے کا کیا مطلب لیا جائے۔ ایک طرف تو آپ کی طرف سے بڑے زور وشور سے کہا جا رہا تھا کہ

آپ کے مسئلہ پر کوئی بھی توجہ نہیں دے رہا اور نہایت شدومد سے یہ بات کہی جارہی تھی کہ کوئی اسے سر کر سکے، ممکن ہی نہیں ہے۔ لیکن جب عملی صورت سامنے آئی تو آپ نے مکمل چپ سادھ لی اور ایسے لگتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو بلکہ اب تو بعض حضرات سے یہ بھی سنا گیا ہے (جو اگر صحیح ہے تو بہت افسوسناک بھی ہے) کہ آپ فقیر کے متعلق یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اس نے آپ کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ معاملہ اس کے برعکس ہے، جواب آپ کے ذمّہ ہے میرے ذمّہ نہیں۔ صحیح صورت حال کیا ہے؟ اس کی وضاحت آپ خود ہی فرما سکتے ہیں۔ بہر حال جواب نہ دینے کی وجہ کوئی بھی ہو اب مزید کسی قسم کی تاخیر کا ارتکاب کیے بغیر مکتوب ہٰذا کے موصول ہوتے ہی پہلی فرصت میں مطلوبہ کا دوٹوک جواب مرحمت فرمائیں جو تاریخ موصولی سے حد ایک ہفتہ کے اندر اندر آجانا چاہئے۔ جواب پیش کرنا شرعاً، اصولاً اور اخلاقاً آپ کی ذمہ داری ہے، اس کے برعکس کرنا آپ کے علم و فضل اور شہرت پر دھبّہ ہے۔ آگے ''کار بدست سرکار''۔ امید ہے ضرور ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ذمیہ کو پورا فرمائیں گے۔ فقط والسلام خیر الختام۔

منتظر جواب

عبدالمجید سعیدی بقلمہ

از: رحیم یار خاں (تاریخ تحریر ۲۲/ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز ایمان افروز باطل سوز دوشنبہ مبارکہ)

مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب کے ذریعہ جواب کا مطالبہ اور مایوسی

فقیر نے ان تینوں خطوط کی فوٹو کاپیاں مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مدرس جامعہ غوثیہ کہروڑپکا کو بائی پوسٹ بھجوادیں تا کہ تفصیلات ان کے علم میں رہیں اور وہ فیض صاحب سے جواب کا مطالبہ کرسکیں۔ پھر تقریباً سوا تین ماہ تک فیض صاحب کی طرف سے جواب نہ آنے کے بعد فقیر نے مؤرخہ ۱۹/ اگست ۲۰۱۵ء کو مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب کو حسبِ ذیل میسج کیا:

''کنت ارسلت الیکم رسالات مصورة لکن لا ادری انها وصلت الیکم ام ضاعت؟ فنبؤنی بها ان سمحتم (یعنی میں نے آپ کو خطوط کی فوٹو کاپیاں بھیجی تھیں معلوم نہیں آپ کو ملیں یا نہیں؟ براہِ کرم مجھے اس سے آگاہ فرمائیں)''۔

جس کا انہوں نے ۲۰/ اگست ۲۰۱۵ء کو میسج سے حسب ذیل جواب بھیجا:

''آپ کا ارسال کردہ خط رمضان میں موصول ہوا تھا۔ اس وقت میں نے رابطہ کی کوشش کی تھی اور مجیب (فیض صاحب) کی طرف سے خاموشی ہے والسلام''۔

نوٹ: مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب سے اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ موبائل نمبر یہ 0307-6424640 ہے

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سعیدی کے ذریعہ فیض صاحب سے جواب کا مطالبہ اور مایوسی:

اس کے بعد ۲۰/ اگست ۲۰۱۵ء ہی کو دوکوٹہ (تحصیل میلسی) کی معروف مذہبی شخصیت ڈاکٹر محمد اقبال سعیدی کے ذریعہ فیض صاحب سے جواب کا مطالبہ کیا گیا۔اس سلسلہ کا جو میسج ہم نے ڈاکٹر صاحب موصوف کو بھیجا وہ فیض صاحب کو بھی بھیج دیا۔عبارت میسج حسبِ ذیل ہے:

> ''مسئلۂ تکفیر پر فیض رسول صاحب کے سوالات کے ردّ میں تین خطوط انہیں جا چکے ہیں سات ماہ ہو چکے ہیں' وہ جواب نہیں دے رہے۔ان سے کہیں جواب دیں''۔

ڈاکٹر صاحب نے فیض رسول صاحب کا تعارف اوران کا علاقہ پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ ''یہ ایک چھپا ہوا وہابی ہے۔کہروڑ پکا میں ایک سنّی مدرسہ میں گھسا ہوا ہے۔سنّیوں کو دھوکہ دے رہا ہے۔مزید بات کرنے کے لیے اس کے موبائل نمبر 0305-6245512 پر رابطہ فرمالیں۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے فیض رسول صاحب سے رابطہ کرنے کے بعد مؤرخہ 15-8-28 میں فقیر کو بذریعہ میسج بتایا کہ:

> ''میں کل اس سے رابطہ میں ہوا ہوں۔وہ تو میرا SSC کا کلاس فیلو نکلا ہے۔ ۱۹۹۵ء میں ہم دونوں بورے والا کالج میں پڑھتے تھے۔اس کے بعد کل اس سے ملاقات ہوئی ہے۔حسام الحرمین اور مسئلہ تکفیر پر اس کا موقف دیگر سنّی علماء سے کچھ ہٹ کر ہے۔خطوط کے جواب میں کتاب لکھ رہا ہے۔کافی مواد جمع کر چکا ہے۔عنقریب اس کو کمپوز کرا کے مفتی منیب الرحمٰن صاحب کو بھجوائے گا''۔

ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ اس کا کہنا ہے کہ اس کے بارے میں لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے جو کسی صاحب خشیت کا کام نہیں"۔

جس کا جواب ہم نے انہیں یہ دیا کہ: "فیض رسول صاحب جھوٹ سے کام لے رہے ہیں جو ان کے لفظوں میں واقعی کسی صاحب خشیت (خوفِ خدا رکھنے والے شخص) کا کام نہیں ہے۔

نیز یہ کہ اگر وہ دوٹوک کہہ دیں کہ ہم نے انہیں وہ خطوط نہیں بھیجے، نہ ہی وہ انہیں پہنچے ہیں تو ہم ان کے جواب کے غلط بیانی پر مبنی ہونے کو ثابت کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

لیکن فیض رسول صاحب پھر بھی مطلوبہ جواب دینے کے لیے آمادہ اور ٹس سے مس نہ ہوئے۔

•••

فیض رسول صاحب سے بعض دیگر ذرائع سے جواب کا مطالبہ اور مایوسی

فیض صاحب کے میسجز:

موبائل نمبر0303-6141000 سے انہیں مختلف طریقوں سے بذریعہ میسجز جواب کے لیے برانگیختہ کرنے کے لیے مزید کوشش کی گئی مگر وہ بھی بے سود نکلی اور موصوف ''کان لم یسمعھا کأن فی اذنیه وقرا'' کی تصویر بنے رہے اور جو تھوڑا بہت بولے بھی سہی تو مطلوبہ امر سے ہٹ کر اور مختلف پینترے بدل کر جن کے جوابات ہماری طرف سے انہیں تازہ پیش کر دیئے گئے۔ ان کے ان میسجز کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

- میں مفتی صاحب کے سوال کا جواب دے چکا ہوں کہ ' کافرماتے ہیں ضروریات دین نہیں' جب کہ ان خطوط میں میرے سوالات کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔
- میرے جواب سے تسلی نہیں ہوئی تو فون پر' نیٹ پر مجمع علماء کے سامنے گفتگو کا وقت مقرر کرلیں۔
- میرا جواب اور ان کے خطوط سامنے رکھ کر موازنہ کریں تو سچائی اور غلط بیانی واضح ہو جائے۔

○ میں نے ظفر رضوی صاحب سے کہا کہ مفتی صاحب سے کہیں کہ وہ اپنا موقف مع دلیل بتائیں جس پر انہوں نے خط لکھ کر ناراضگی کا اظہار کیا۔

○ مفتی صاحب کے دو خطوط کے آنے کے بعد ہم دونوں ایک جگہ جمع ہوئے دو گھنٹے معیت ہوئی۔انہوں نے اس عنوان پر کوئی بات نہیں فرمائی۔

○ میں نے اپنے موقف پر مفصل مقالہ تحریر کیا ہے' قلت وقت اور وسائل کے سبب اس کے منظر عام پر لانے میں کچھ تاخیر ہے۔

○ نوٹ: موصوف کے یہ میسجز مورخہ 25-8-2015 کے ہیں جو ریکارڈ پر محفوظ ہیں۔

ہمارے جوابات:

فقیر نے ان کے جوابات میں جو معروضات پیش کیں موصوف نے ان کا کوئی جواب نہ دیا جس سے ایک بار پھر مایوسی ہوئی۔پیش کیے گئے ہمارے ان جوابات کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

○ ہمارے حسب تجزیہ فیض رسول صاحب مسئلہ سلجھانے کی نیت نہیں رکھتے ورنہ دو لفظوں کے لکھ دینے میں انہیں کیا چیز مانع ہے اور دقّت کیا ہے؟

ہم ایک بار پھر کہے دیتے ہیں کہ اگر وہ واقعی اس میں سچے ہیں کہ وہ غلط بیانی نہیں کر رہے تو ادھر ادھر کی لگانے اور گول مول انداز اختیار کرنے کی بجائے وہ ہمارے ان (حسبِ ذیل) سوالوں کا ترتیب وار دوٹوک جواب دے دیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔

سوالات یہ ہیں:

سوال نمبر۱: یہ کہ فقیر کے تین خطوط (جن کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی

ہے) انہیں ملے یا نہیں؟

سوال نمبر۲: ان خطوط میں فقیر نے ان سے دو سوال کیے یا نہیں؟

سوال نمبر۳: بصورت نفی، صاف لکھ دیں تا کہ ہم دستاویزی ثبوت پیش کر کے اصل حقیقت کو طشت ازبام کرسکیں۔

سوال نمبر۴: بصورت اثبات واضح کریں کہ میرے وہ سوالات کیا تھے؟ تا کہ دیکھا جاسکے کہ ان کی تحریر کے کون سے الفاظ ہمارے ان سوالوں کا جواب ہیں بلکہ وہ خود ہی (بزعم خویش) اپنے ان جوابی الفاظ کی نشاندہی کر کے اپنی صدق بیانی کے ذریعہ غلطی بیانی کے دھبہ کو دور کر دیں تو فیصلہ کرنے میں زیادہ آسانی رہے گی۔ لیکن اگر وہ اب بھی ان سوالوں کے دوٹوک جواب دینے کی بجائے گھما پھرا کر بات کریں تو سمجھ لیا جائے کہ ''دال میں ضرور کالا ہے''۔

○ رہا یہ کہ وہ ہمارے سوالوں کے جوابات دے چکے ہیں؟ تو یہ بالکل خلاف واقعہ ہے اپنی جن سطور کو وہ ہمارے سوالوں کا جواب قرار دے رہے ہیں، ہم کچھ پہلے اسے مکمل صورت میں پیش کر کے یہ دکھا چکے ہیں کہ انہیں ہمارے سوالوں کا جواب کہنا صریحاً مغالطہ ہے۔ پھر اگر ان کی طرف سے ہمارے ان سوالوں کا جواب آچکا تھا تو ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ مطابق ۶/ فروری ۲۰۱۵ء سے اب تک ہماری طرف سے کیے گئے پرزور مطالبات کے باوجود وہ خاموش کیوں رہے اور انہوں نے یہ کیوں نہ لکھ دیا کہ ان کی اس تحریر کی فلاں فلاں سطور ان سوالوں کا جواب ہیں۔ کچھ تو لحاظ کریں اور خدا کا خوف کریں۔

○ رہے ان کے تازہ الفاظ کہ ''کافر مانتے ہیں ضروریاتِ دین نہیں''؟

تو یہ بھی ان کی پہلے والی تحریر کی کیپا گری کے ہیں بلکہ ان میں گول مول انداز ان سے زیادہ کارفرما ہے دیکھئے انہوں نے اب یہ الفاظ استعمال کیۓ ہیں کہ ''کافر مانتے ہیں''۔

ان میں یہ واضح نہیں ہے کہ کافر کون مانتے ہیں اور کس کو مانتے ہیں۔

اسی طرح ان کے لفظ ''ضروریاتِ دین سے نہیں'' بھی گول مول ہیں۔

کون یا کیا چیز ''ضروریاتِ دین'' نہیں؟ ڈھونڈتے رہیے۔

بہر حال ''مولانا'' مسئلہ کے حل میں مخلص ہیں (جو اگرچہ خلاف واقعہ ہے) تو انہیں ہمارے کیے گئے سوالوں کا ترتیب وار دوٹوک جواب دینا ہوگا لہٰذا مطلوبہ جواب دیں ورنہ خوامخواہ ٹائم ضائع مت کریں۔

○ رہا یہ کہ ہم نے ابھی تک اپنا موقف نیز اس کی دلیل پیش نہیں کی؟

تو یہ خلط مبحث ہے اور سلب منصب بھی کیونکہ اس وقت وہ مجیب اور مسئول ہیں اور ہم سائل۔ ہمارے سوالوں کا جواب دیئے بغیر الٹا ہم پر سوال کر دینا کس اصول کے تحت ہے۔ اگر ان کے سوالوں کی باری آئے گی بھی تو ہمارے سوالوں کا جواب آجانے کے بعد آئے گی۔ صحیح سمت پہ رہیں۔

○ رہی بالمشافہ گفتگو کر لینے کی بات؟

تو یہ ان کا چیلنج ہے جسے ہم عرصہ (پونے تین سال پہلے سے) قبول کر چکے ہیں۔ موصوف خواہ مخواہ باتیں بنا رہے ہیں ورنہ انہیں خوب معلوم ہے کہ ہمارا اپنے سوالات کے دوٹوک جوابات کا مطالبہ محض اس لیے ہے کہ انہیں اصولوں

کے تحت بحث پر لایا جائے۔ بالفاظ دیگر ہماری یہ کوشش بالمشافہ گفتگو کے لیے پیش خیمہ ہے لیکن موصوف کے لیے دوٹوک جواب لکھ دینا پیغام موت کے مترادف ہے۔ اس لیے وہ اس سے جان بوجھ کر کنی کترا رہے ہیں۔ ورنہ آخر کیوں نہیں لکھ کر دیتے حسب مطالبہ' مطلوبہ جواب؟

○ رہا اُن کا یہ مشورہ کہ ہم دونوں (راقم الحروف اور فیض صاحب) کی تحریرات کو سامنے رکھ کر موازنہ کرلیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ تو ہم اس سے کلی اتفاق کرتے ہیں کیونکہ اس میں ان کی کذب بیانی ثابت ہو چکی ہے۔ ورنہ مطالبہ کے باوجود (کئی صفحات تو سیاہ کر گئے) مطلوبہ جواب کے دو لفظ کیوں نہ لکھے؟ جب کہ سوٴال بھی مختصر تھے اور تھے بھی معروضی قسم کے جن کا جواب محض ہاں یا نہ میں دینا تھا؟

پس یہ مشورہ محض شرم مٹانے اور اپنے عجز کو چھپانے کی غرض سے ہے۔ چلیں ہم تبرّعاً ایک بار پھر انہیں ایک مہلت دیئے دیتے ہیں کہ وہ اس میں واقعی مخلص اور اپنے لفظوں میں ''صاحب خوف وخشیت'' ہیں تو مطلوبہ امر من وعن لکھ دیں تاکہ جلد اس کا حل نکالا جائے۔

○ رہا یہ کہ ظفر رضوی صاحب سے انہوں نے کچھ طے کیا ہے؟ تو یہ ان کا ان سے ذاتی معاملہ ہے میں نے انہیں جو خطوط لکھے ہیں ظفر صاحب کے توسّط سے نہیں بلکہ ڈائریکٹ لکھے ہیں۔

○ رہی خط لکھ کر اظہار ناراضگی کرنے کی مجھ سے نسبت؟

تو اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ان میں اس حوالہ سے

ذرّہ بھر بھی صداقت ہے تو وہ لائیں مجھ سے منسوب اس خط کو منظر عام پر اور اپنے دعویٰ کو سچ کر دکھائیں لیکن وہ تا صبح قیامت اس کا ثبوت ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔

O رہا یہ کہ ہم ایک جگہ اکٹھے رہے مگر میں نے ان سے اس موضوع پر کوئی بات نہ کی؟ تو اس میں وہ سخت مغالطہ آفرینی سے کام لے رہے ہیں اور اپنا جرم دوسروں پر ڈال رہے ہیں جس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب نے مجھ سے کہروڑ پکا کے نواحی علاقہ میں جلسہ کے لیے ٹائم لیا۔ جب جلسہ کے دن قریب آئے تو انہوں نے بتایا کہ فیض صاحب نے کہا ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ چلوں گا کیونکہ میں (فیض صاحب) نے ان سے بات کرنی ہے۔

چنانچہ موصوف مع قاری صاحب کہروڑ پکا سے ہماری گاڑی میں ساتھ بیٹھ گئے۔ میں منتظر رہا کہ موصوف کوئی بات کریں گے کیونکہ اس کا پیغام ان کی طرف سے تھا لیکن پورے سفر میں ہماری واپسی تک وہ مجھ سے سوائے خیر خیریت کے ایک لفظ بھی نہ بولے بلکہ یوں کہا جائے تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا کہ بفضلہٖ تعالیٰ انہیں اس موضوع پر کچھ بولنے کی ہمت ہی نہ ہوئی مگر اس کے باوجود وہ اسے غلط رنگ دے کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے ہمیں ہی اس کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ اس کی تصدیق کے لیے فون نمبر 0307-6424640 پر مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب سے بات کی جا سکتی ہے۔

O رہی ان کی اپنے پلندہ کو چھپوانے کی بات؟

تو اپنے پہلے مکتوب میں فقیر انہیں واضح کر چکا ہے کہ وہ ایسی غلطی کبھی نہ کریں ورنہ ان کا سخت تعاقب کیا جائے گا اور انہیں سخت پریشانی اٹھانا پڑے گی۔

مصنف تحقیقات سے وہ عبرت حاصل کریں۔

بہرحال ہم انہیں متنبہ کرتے ہیں کہ مطلوبہ جواب نہ دینے کے باوجود موصوف نے اپنا مواد شائع کیا تو ہم اپنا اصولی حق اپناتے ہوئے تحریر ہذا کے ذریعہ اصل حقائق کو دنیا کے سامنے رکھنے کی غرض سے نہ صرف یہ کہ اسے گھر گھر پہنچائیں گے بلکہ نیٹ پر بھی ڈال دیں گے۔قال اللہ تعالیٰ الا من ظلم۔

اور یہ خدا کا غضب نہیں تو اور کیا ہے کہ موصوف نے جس امر کو بار بار علم، انصاف، سچائی، قرآن وسنت اور خدا خوفی کے منافی قرار دیا ہے اسی کا قدم قدم پر وہ ارتکاب بھی کرتے جا رہے ہیں ولا حول ولاقوۃ الا باللہ۔

خلاصہ یہ کہ میسیج کے ذریعہ بھی موصوف نے ہمیں مایوس کیا اور مطلوبہ جواب کے پیش کرنے سے واضح طور پر پس وپیش کیا۔اس طرح سے ہماری یہ کوشش بھی ناکام گئی۔البتہ آخرالکلام کے طور پر انہوں نے اپنے میسج میں فقیر کو لکھا کہ:

آپ جو کرنا چاہتے ہیں کریں۔جو نیٹ پر ڈالنا چاہتے ہیں ڈال دیں۔ میرا رب مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ان شاءاللہ حق غالب رہے گا۔ان اللہ سیحکم بیننا وبینکم بالحق وھو خیر الحٰکمین"۔

جس کا انہیں یہ جواب پیش کیا گیا کہ "بفضلہ تعالیٰ حق واضح ہو چکا جس کا غالب ہونا آپ نے مان لیا ہے۔رب نے آپ کی کوئی مدد نہیں فرمائی کیونکہ وہ حق ہی کی مدد فرماتا ہے۔قال اللہ تعالیٰ "واللہ یقول الحق"۔وقال "واللہ لا یستحی من الحق "وقال "فالحق والحق اقول "وقال "فوقع الحق و بطل ما کانوا یعلمون"۔

اس طرح سے آپ بے یارومددگار ہوکر رہ گئے ہیں ورنہ جواب کی ہمت نہ ہوناچہ معنٰی؟قال اللہ تعالٰی ”وکان حقا علینا نصر المؤمنین“۔ایمان کی بنیادحب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔گستاخی اور سوءادبی حبّ کے منافی ہے۔ پس اللہ اس آیت کی رُو سے گستاخی اور گستاخوں کی کبھی مدد نہیں فرماتا۔حامیان گستاخی بھی گستاخ ہی ہوتے ہیں۔قال اللہ تعالٰی فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مؤمنین۔

اورمحاورہ مشہور ہے کہ چوروں کے یار بھی چور ہی ہوتے ہیں۔پس حق وہی ہے جوامام اہل سنت نے فرمایا کیونکہ وہ مجدد ہیں جومنجانب اللہ ہوتے ہیں۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ الخ)۔جب کہ وہ اس میں متفرد بھی نہیں ہیں سینکڑوں اجلّہ اس میں آپ کے مؤید ہیں جس کی تفصیل حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ اورالحق المبین وغیرھامیں دیکھی جاسکتی ہے۔

رہاان کا یہ کہنا کہ ان اللہ سیحکم الخ؟ تواس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ روزِ قیامت اپنے نبیوں خصوصاً حضورسیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اعداء کورسوا فرمائے گاپس یہ جملے ان کے خلاف ہیں قال اللہ تعالٰی ”یوم لایخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ“وقال ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعدلھم عذابا عظیما۔

بناءً علیہ ہم ان کے اس ذاتی جملے کے جواب میں سب سے سچے کلام (کلامِ الٰہی) کافیصلہ ہی پیش کیے دیتے اور کہے دیتے ہیں کہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ فھذا یاھذا۔

الغرض موصوف سے جواب لینے کا ہر طریقہ اختیار کیا گیا لیکن انہوں نے کسی کا بھی کچھ اثر نہ لیا اور اس طرح سے چپ سادھ لی کہ گویا کوئی بات ہوئی ہی نہ ہو۔

•••

فیض رسول صاحب کا اپنے مواد کو شائع کرنے کا اقدام اور ہمارا جواب

یہاں تک کہ مئی ۲۰۱۷ء میں (یعنی تقریباً دو سال آٹھ ماہ کے بعد) سننے میں آیا کہ موصوف نے بہاول پور کے سنّی نوجوانوں کو اپنی ورق سیاہی کے علمی مضمون ہونے کا جھانسہ دے کر انہیں اپنے اس مواد کے شائع کر دینے پر آمادہ کرلیا۔ اور اپنا وہ مواد "تکفیر مسلم کی شناعت فاضل بریلوی کی نظر میں" کے عنوان سے ماہنامہ متاع کارواں بہاول پور کے مارچ، اپریل ۲۰۱۷ء کے دو شماروں میں قسط وار چھپوا دیا ہے۔

یہ ماہنامہ معروف نوجوان فاضل علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی صاحب کے زیر سرپرستی چلتا ہے۔

فقیر نے ماہنامہ مذکور کے مذکورہ شمارے جناب زہیر احمد سعیدی آف بہاول پور کے ذریعے حاصل کیے لیکن پروفیسر موصوف کے عمرے پر ہونے کے باعث ان کے حاصل کرنے میں کافی دقت اور تاخیر کا سامنا کرنا پڑا۔

پروفیسر صاحب موصوف کی واپسی کے بعد فقیر نے ان سے فون پر اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی اور انہیں فیض رسول صاحب کی پوری حقیقت کھول کر بیان کی۔ نیز یہ بھی دلائل سے بتایا کہ موصوف کا یہ مضمون حسام الحرمین شریف

اورالحق المبین شریف کے موقف کی تغلیط وتردید کی غرض رکھتا ہے جس کو مان لینے سے سنیت بلکہ اسلام کی نفی ہوتی ہے۔اس طرح سے (آپ چونکہ حضور غزالی زمان علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید ہیں) آپ کی بیعت پر بھی اثر پڑ سکتا ہے نیز فیض رسول صاحب اس حوالہ سے آپ کی شخصیت کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس پس منظر کا نیز مضمون نگار کی اس سازش کا واقع میں کچھ پتہ نہیں تھا نہ ہی ہم نے مضمون کو غور سے پڑھا۔ یہ تو واقعی خطرناک منصوبہ ہے۔ جب کہ مسئلہ ہذا میں ہم اپنے مرشد کریم علیہ الرحمۃ کے موقف کے خلاف کبھی نہیں چل سکتے۔اب اس کا حل کیا ہوسکتا ہے؟

میں نے کہا اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ میں اس کا جواب لکھ دیتا ہوں آپ اسے اپنے اسی ماہنامہ میں شائع کردیں تا کہ جس جس نے موصوف کے اس زہریلے مضمون کو پڑھا ہے' اسے صحیح صورت حال سے آگاہی ہوجائے جسے انہوں نے بغیر کسی لیت ولعل کے بہت خوش دلی سے قبول فرمایا اور جواب کے شائع کرنے کی حامی بھی بھرلی۔ میں نے کہا میرے جواب کے ساتھ فیض رسول صاحب کے مضمون کے متعلق آپ کا خصوصی نوٹ بھی ہونا چاہیے تا کہ ان کے اس مضمون کے واجب الرد ہونے کے موقف کی تائید ہو اس کو بھی انہوں نے خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

بہرحال کچھ دنوں بعد رمضان المبارک کی آمد ہوئی روزہ نیز تراویح پڑھانے کی مصروفیات بھی شروع ہوگئیں۔اس دوران حرمین طیبین زادہما اللہ

تکریماً کی حاضری کا ویزہ بھی تشریف لایا۔۱۵ویں شب میں ختم قرآن کی سعادت حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی فلائٹ سے دیار حبیب میں پہنچے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ٹرانزٹ فلائٹ تھی۔ بحرین ائرپورٹ پر ۱۰ گھنٹے کا سٹاپ تھا۔ جوابی سامان ساتھ تھا کچھ وہیں پہ لکھنے میں آیا باقی کی تکمیل مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ پورا جواب جناب محمد عقیل قادری صاحب کراچی کو وٹس ایپ کیا اور اس کا پرنٹ پروفیسر صاحب کو بہاول پور ارسال کرنے نیز اس سلسلہ میں ان سے رابطہ میں رہنے کی گزارش کی جو انہوں نے پوری توجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچائی۔

پروفیسر صاحب نے بھی انتہائی مستعدی سے فقیر کے جواب کو متاع کارواں کے جولائی ۲۰۱۷ء کے شمارے میں شائع کر کے اسے فقیر کو وٹس ایپ کیا جس پر ان کا بہت شکریہ ادا کیا گیا کہ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ"۔

○ ہمارا وہ جواب چونکہ حالت سفر میں قلم برداشتہ تحریر کیا گیا تھا جس پر نظر ثانی کا موقع نہ مل پایا کیونکہ عمرہ کے لیے ایک دن تھا اور آخری عشرہ مبارکہ میں مسجد حضور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء میں اعتکاف کا ڈیرہ ڈالنے کی نیت تھی جو بفضلہٖ تعالیٰ پوری ہوئی اس لیے ہمارا وہ جواب نوک پلک کو از سر نو سنوارنے کے بعد پروفیسر صاحب کے خصوصی نوٹ کے ساتھ حاضر ہے۔ ہمارے جواب کا عنوان ہے "مفتی فیض رسول صاحب کے جواب میں" تو لیجیے پڑھیے:

پروفیسر علامہ عون محمد صاحب سعیدی کا فیض رسول صاحب کے مضمون کے ردّ پر خصوصی نوٹ:

چنانچہ علامہ پروفیسر عون محمد صاحب سعیدی نے فیض رسول صاحب

کے مضمون کے رد میں تحریر کردہ ہمارے جواب پر جو خصوصی نوٹ دیا تھا' ہمارے جواب کو پڑھنے سے پہلے اسی کو دیکھ لیجئے۔

''ماہنامہ متاعِ کارواں کے قارئین اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہمارا بنیادی ہدف پاکستان اور ساری دنیا میں نظام مصطفیٰ کا نفاذ اور اس کے متعلقات ہیں۔ کلامی اور اعتقادی مباحث ہمارا بنیادی ہدف نہیں ہیں۔ ۲۰۱۷ء کے مارچ اور اپریل کے شمارہ جات میں علامہ مفتی فیض رسول صاحب کا مضمون ''تکفیر مسلم کی شناعت فاضل بریلوی کی نظر میں'' دو قسطوں میں شائع ہوا اس پر کچھ احباب نے اپنے تحفظات کا اظہار فرمایا۔ بالخصوص رحیم یار خان سے مناظر اسلام علامہ مفتی عبدالمجید خاں سعیدی صاحب نے چشم کشا اور معلومات افزا حقائق ارشاد فرمائے۔ علامہ مفتی فیض رسول صاحب کے مضمون کے جواب میں لکھا ہوا ان کا مضمون بھی موصول ہوا جو کہ من وعن حاضر خدمت ہے۔ چونکہ کلامی مباحث کی باریکیوں کو ان کے ماہرین ہی زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اگر قارئین مزید تسلی چاہتے ہوں تو وہ علامہ مفتی عبدالمجید خاں سعیدی صاحب سے براہِ راست اس نمبر پر رابطہ فرمائیں:0300-6709210۔

نوٹ: حسب ضابطہ ماہنامہ متاعِ کارواں میں شائع ہونے والے مضامین کو جملہ مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار حضرات پر ہوتی ہے''۔

اب پڑھیئے فیض رسول صاحب کے ردّ میں ہمارا وہ جواب یعنی ''مفتی فیض رسول صاحب کے جواب میں''۔

•••

’’مفتی فیض رسول صاحب کے جواب میں‘‘:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسول الکریم وآلہ وصحبہ وتبعہ اجمعین

ماہنامہ ’’کاروان‘‘ بہاول پور کے مارچ واپریل ۲۰۱۷ء کے شماروں میں دوقسطوں میں شائع کردہ مسمّی مفتی فیض رسول صاحب کا مضمون نظر سے گزرا جس کا عنوان ہے ’’تکفیر مسلم کی شناعت فاضل بریلوی کی نظر میں‘‘ جو انتہاء درجہ غلط اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدّعا کے خلاف ہے جس کے لیے اتنا بھی کافی ہے عنوان ہذا میں ’’مسلم‘‘ سے مضمون نگار کی مراد اہل تنقیص کے مشہور ’’اربعہ اساتین‘‘ ہیں۔

انہیں موصوف کے مسلم سمجھنے کی دلیل اس کے مضمون ہذا کا لب لباب بھی ہے جو ان لوگوں کو تکفیر سے بچانے کی تحریک ہے جیسا کہ آخر مضمون میں ان لوگوں کی طرف سے موصوف کی پیش کردہ بوگس تاویلات سے واضح ہے اس تفصیل کے مطابق پیش نظر عنوان کا مطلب بنے گا ’’تکفیر دیابنہ اربعہ کی شناعت فاضل بریلوی کی نظر میں‘‘۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ اعلیٰ حضرت نے ان کھروں پکوں کی تکفیر کرکے خود اپنے فتویٰ کے مطابق بہت برا کیا جب کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک وہ (اساتین اربعہ) بدترین انواع کفر کے مرتکب ہوکر اہل کفر کی سب سے خطرناک قسم ہیں (کما صرح بہ فی اعلام الاعلام وغیرہ من فتاواہ المبارکۃ) بلکہ آپ کے نزدیک ان کے بنیادی کفر نظریات پر مطلع ہوکر جو ان کے عدم کفر کا قائل ہو وہ بھی اس میں ان کی مثل ہے جب کہ مضمون نگار

اپنے اس مزعوم کی تائید میں اعلیٰ حضرت کی کوئی عبارت بھی پیش نہیں کرسکا۔ پس مضمون ہٰذا کے باطل اور مبنی بر تلبیس ہونے میں کچھ شک نہ رہا۔

خلاصہ یہ کہ مضمون نگار سخت چالبازی سے کام لے کر ایک تیر سے دو شکار کر رہا ہے' نمبر۱: اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی تغلیط اور' نمبر۲: اعلیٰ حضرت کی معاذ اللہ خود آپ کی تحریرات سے تکفیر جو اہل تنقیص کا عین مشن ہے۔ (مزید تفصیل اگلی سطور میں آ رہی ہے)۔

بناءً علیہ مضمون نگار فقیر راقم الحروف کے حسب تجزیہ بصورت موجودہ مسئلۂ تکفیر پر اپنی وضع کردہ تحریرات کی رُو سے انتہائی خطرناک قسم کا دیوبندی وہابی ہے جو لطائف الحیل سے سنّی بن کر عام اہل سنّت کو اندھیرے میں رکھے ہوئے ہے کہ اس کے اس مضمون کے رنگ برنگے اور چیرے چیڑے الفاظِ عنوان سے ناواقف قسم کے قارئین کو یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں سے خیر خواہی کے جذبے سے لکھا گیا اور اس سے کوئی بہت بڑی دینی خدمت سرانجام دی گئی ہے جس میں ذرہ بھر بھی کچھ صداقت نہیں ہے کیونکہ وہ گستاخوں کی تائید و تقویت کے لیے وضع کیا گیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہرگز نہیں ہے کہ امام اہل سنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلۂ تکفیر میں حد درجہ محتاط ہونے کے باوجود پھر بھی آپ نے جو بعض لوگوں کی تکفیر فرمائی ہے جیسے قادیانی' نانوتوی' گنگوہی' انبیٹھوی اور تھانوی وغیرہم کی' تو وہ یقیناً بلاوجہ نہیں بلکہ ضرور اس کی کوئی صحیح شرعی وجہ اور واقعی کوئی بنیاد تھی' بلکہ اس کا بنیادی مقصد عوام کو لفظوں کے چکر میں الجھا کر نہایت چابک دستی سے گستاخان نبوت کے متعلق صادر فرمودہ اس شرعی فتویٰ کو چیلنج کرنا

اوراس کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اس کی تردید وتغلیط ہے۔

○ اگر یہ شیطانی القاء استیناًفی نہیں تو موصوف نے فریب دہی کا یہ طریقہ راولپنڈی کے ایک چھپے ہوئے تفضیلی اور رافضی سے سیکھا ہے جو اپنے عقیدۂ تفضیل ورفض کو اہل سنت میں اس طرح کی چالاکی سے پھیلا رہا ہے کہ انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور میں خود بھی یہی نظریہ رکھتا ہوں لیکن اگر کوئی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سب سے افضل کہہ دے تو وہ بھی سنی ہے جسے برا بھلا کہنا یا اہل سنت سے خارج سمجھنا صحیح نہیں۔

اسی طرح حضرات سادات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت حقہ صادقہ کا انکار کرنے کی غرض سے وہ اس پر بہت زور دیتا ہے کہ ''حق چار یار'' کی بجائے ''حق سب یار'' کا نعرہ ہونا چاہیے پھر ظاہر ہے کہ سب یار سے اس کی مرادِ وہی ہیں جنہیں روافض حسب نظریۂ خود صحابی مانتے ہیں جو گنے چنے ہیں جن میں یہ حضرات قدسیہ (خلفاء ثلثہ) معاذ اللہ شامل نہیں ہیں جو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہے اور وہ ہے اس خاص طریقہ سے سنّی عقیدہ کا ابطال۔

اسی طرح اس طرز کو اپناتے ہوئے موصوف (مضمون نگار) کہہ رہے ہیں کہ دیابنہ اربعہ مذکورہ کے متعلق اعلیٰ حضرت کا فتویٰ صحیح ہے لیکن اگر کوئی اس سے اختلاف کرتے ہوئے اربعہ مذکورہ کی تکفیر نہ کرے تو غلط اسے بھی نہیں کہہ سکتے جب کہ یہ یقیناً فتاویٰ حسام الحرمین کا ابطال ہے جو سنیت بلکہ اسلام کو باطل قرار دینے کے مترادف ہے۔

ابطال فتویٰ (حسام الحرمین) مقصود ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس تحریر میں موصوف کا مجموعی عندیہ یہ ہے کہ تکفیر شخصی جائز نہیں۔ نتیجہ واضح ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ العیاذ باللہ باطل ہے کیونکہ اس میں تکفیر اشخاص ہی تو ہے۔ مزید یہ کہ موصوف کا دعویٰ ہے کہ یہ فتویٰ ضروریاتِ دین سے نہیں ہے کہ جس کا ماننا دوسروں پر لازم ہو بلکہ لازم کجا اس کا ماننا جائز ہی نہیں ہے۔ ناجائز ہونے کی وجہ وہی ہے کہ یہ تکفیر شخصی پر مبنی ہے جب کہ تکفیر شخصی اس کے نزدیک جائز نہیں۔

○ اس کی مزید دلیل یہ ہے کہ موصوف نے آخر میں رائے دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ کو تشدید پر محمول کیا جائے اور کفریات لکھنے والے دیابنہ اربعہ کا معاملہ اللہ کے سپرد کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ موصوف کا یہ عندیہ ان دیابنہ کی عدم تکفیر میں نص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موصوف نے جو یہ کہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ صحیح ہے اس میں بھی اس نے گول مول انداز اختیار کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک صحیح ہے یعنی موصوف کے نزدیک صحیح نہیں جب کہ یہ بھی دھوکہ ہے کیونکہ موصوف نے اس پر کئی صفحات سیاہ کر دیئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ خود ان کے بیان کردہ اپنے اصولوں کے بھی خلاف ہے۔

نتیجہ ظاہر ہے کہ موصوف کا اس فتویٰ کو صحیح کہنا بھی دھوکہ پر مبنی ہے یعنی اس انداز سے پڑھنے والوں کو یہ مغالطہ لگتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کو مطلقاً صحیح کہا جا رہا ہے جو خلاف واقعہ ہے۔

اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے نام کے ساتھ موصوف نے ''سیدی'' کے لفظ

استعمال کیے ہیں تا کہ اس طرف کسی کا ذہن ہی نہ جائے کہ اس میں آپ کا رد ہو رہا ہے اور کسی کو شبہ نہ ہو کہ موصوف اعلیٰ حضرت کا مخالف ہے۔ الغرض موصوف کے نزدیک اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ کسی طرح سے بھی صحیح نہیں۔

یقین نہ آئے تو قارئین تجربہ کرتے ہوئے اس سے مطالبہ کریں کہ وہ دوٹوک لکھ دے کہ دیابنہ اربعہ مذکورہ اس کے نزدیک مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ یا قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہہ دیں کہ وہ ان (اربعہ) کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں پھر اگر یہ ان کی غلط بیانی ہو تو ان کی منکوحہ پر ہر مذہب میں پڑ جانے والی ۳ ط پڑیں۔

لیکن وہ زہر کا پیالہ تو پی سکتے ہیں مگر حسب بالا ایسا بیان نہ تحریراً دے سکتے ہیں اور نہ ہی تقریراً دے سکتے ہیں۔ فقیر تو بارہا اس کا تجربہ کر چکا ہے۔

اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ فقیر نے جب یہ سنا کہ فتوئ اعلیٰ حضرت کے متعلق موصوف کا نظریہ تغیر و تبدل کا شکار ہو چکا ہے تو اصول و دیانت داری کے مطابق میں نے انہیں صحیح صورت حال کی وضاحت طلب کرنے کے حوالے سے مؤرخہ ۷/اکتوبر ۲۰۱۴ء ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ میں خط لکھا جس کا انہوں نے گول مول جواب لکھا جو تقریباً تین ماہ بعد دستی طور پر مؤرخہ ۱۲/جنوری ۲۰۱۵ء میں دیا گیا۔

پھر مؤرخہ ۶/فروری ۲۰۱۵ء میں دوٹوک جواب دینے کے مطالبہ پر مبنی ایک اور خط بھیجا گیا لیکن جواب ندارد۔

بعدہ ۱۱/مئی ۲۰۱۵ء میں اس سلسلہ کا ایک اور خط انہیں بھیجا جس میں انہیں جواب کے لیے ایک ہفتہ کی مہلت دی گئی لیکن تا حال (یعنی عرصہ کم و بیش

دوسال اور نو ماہ بیت جانے کے باوجود) ان کا کوئی جواب ان کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ اس کے لیے دیگر ذرائع جیسے موبائل میسجز وغیرہ بھی استعمال کیے گئے لیکن بالکلیہ مایوسی رہی۔

ان خطوط میں صرف ہاں یا نہ میں جواب کے مطالبہ کے ساتھ صرف دو معروضی سوال کیے گئے تھے جو یہ ہیں کہ نمبرا: یہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرّہ العزیز نے جن چاروں دیوبندی علماء کو ان کی قابل گرفت عبارات کی بناء پر کافر کہا ہے' آپ (فیض رسول صاحب) ان کی تکفیر کے قائل ہیں یا نہیں؟ اور نمبر۲: یہ کہ آپ (فیض رسول صاحب) جو یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کا یہ فتویٰ ضروریاتِ دین سے نہیں ہے' اعلیٰ حضرت نے تو یہ فتویٰ مَرزا غلام قادیانی اور اس کے اتباع واذناب سمیت کو ملا کر دیا ہے۔ تو کیا فتویٰ کے ضروریات سے نہ ہونے کا اطلاق' قادیانی کے خلاف دیئے گئے اس فتویٰ پر ہوگا؟ نیز کیا آپ (فیض رسول صاحب) قادیانی اور اس کے اتباع کی تکفیر کے قائل ہیں اور انہیں کافر سمجھتے ہیں یا نہیں؟

اقول: اس سرگزشت کا افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ اس قدر خاموشی کے باوجود یہ بھی سننے میں آیا کہ موصوف نے کئی لوگوں کو فقیر کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ میرا جواب نہیں دے رہا۔

اسی کا تأثر وہ اپنے پیش نظر مضمون میں بھی دے رہے ہیں۔

چنانچہ آخر مضمون میں ان کے لفظ ہیں:

''بہت سے افراد سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے بندہ کے بارے میں

کئی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ بندہ ان حضرات کو پر خلوص دعوت
دیتا ہے کہ آپ مجلس علماء میں بیٹھ کر بندہ کے ساتھ گفتگو فرمالیں''
(متاعِ کارواں' شمارہ اپریل ۲۰۱۷ء صفحہ ۴۹)

جواباً عرض ہے کہ گویا کہ اس ''بندہ'' کو آج تک اس سلسلہ میں کسی نے نہ تو خط لکھا اور نہ ہی اس کے اس چیلنج کو قبول کیا ہے۔

ع خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا کہیے
ناطقہ سر بہ گریباں ہے' اسے کیا کہیے

موصوف پھر بھی نہ مانیں تو ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے حسبِ اصول ہم ایک بار پھر اپنے قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ان سے قرآن مجید پر ہاتھ رکھوا کر پوچھیں کہ فقیر نے انہیں یہ خطوط بھیجے یا نہیں؟ اور وہ انہیں پہنچے یا نہیں؟ نیز یہ کہ مطلوبہ سوالات کے جوابات انہوں نے دیئے تھے تو کب دیئے تھے؟ دیئے تھے تو ان کی نقل یا کاپی دکھائیں۔

نیز اگر وہ اس میں غلط بیانی سے کام لے رہے ہوں تو ان کی منکوحہ پر ہر مذہب کے مطابق پڑ جانے والی تین طلاق پڑیں؟ ہمیں گوی وہمیں میداں۔ دیدہ باید۔

آخر میں ایک بار پھر (اس سب سے قطع نظر کرکے) گزارش ہے کہ موصوف اب بھی اپنی جس ''پر خلوصی'' کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں' اس پر قائم رہتے ہوئے فقیر کے متذکرہ بالا دو سوالات کے دوٹوک جواب (اپنے لیٹر پیڈ پر مع نشان مہر خود) مہیا کردیں تو اس کے بعد لائحہ عمل طے کرکے آمنے سامنے بیٹھنے کی تجویز کو تو ہم کم وبیش عرصہ تین سال سے قبول کر چکے ہیں اب فیصلہ موصوف

ہی کے کورٹ میں ہے۔

پھر چونکہ ان کا مقصود امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اعلی اللہ درجاتہ کے فتویٰ (حسام الحرمین شریف) کی تغلیط ہے اس لیے ادھر ادھر کی ہانکنے کی بجائے بات صرف اور صرف اسی نقطہ پر ہوگی کہ وہ ثابت کریں گے کہ قادیانی اور دیابنہ اربعہ کی اس میں کی گئی تکفیر صحیح نہیں جس کا ہم ان شاء اللہ تعالیٰ مطلوبہ معیار کا ترکی بہ ترکی جواب پیش کریں گے۔

○ باقی رہا موصوف کا پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب سے اس بارے میں قدم اٹھانے کا مطالبہ؟ تو موصوف کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ انہوں نے اپنے تازہ رسالہ ''اصلاح عقائد واعمال'' میں موصوف کے نظریہ کے بے ایمانی پر مبنی ہونے کا فیصلہ صادر فرمادیا ہے اور یہ فیصلہ موصوف کے حسب خواہش کیا بھی علماء کی ٹیم کے ساتھ مل کر ہے' مبارک ہو۔ فقط۔

کتبہ الفقیر عبدالمجید سعیدی بقلمہ

نزیل مدینہ منورہ حفظہا اللہ تعالیٰ (۱۹/رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ

مطابق ۱۴/جون ۲۰۱۷ء بروز چہار شنبہ)

مسئلہ ہٰذا میں پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب اور دیگر علماء اہل سنت وغیرہم کا فیصلہ:

پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

''کوئی اپنے ظاہر یا دعویٰ کے مطابق مسلمان ہے لیکن وہ قرآن یا سنت متواترہ یا اجماع قطعی سے جو عقیدہ یا عمل اس طرح ثابت ہو کہ قطعی الدلالۃ اور قطعی الثبوت ہو اور ضروریات دین میں سے ہو' اس

کا براہِ راست انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی کو کفر التزامی کہا جاتا ہے مثلاً ختم نبوت کا انکار الخ۔ ملاحظہ ہو" (اصلاحِ عقائد و اعمال' صفحہ ۱۷' اشاعت اوّل)

اقول: یہ الفاظ حسام الحرمین شریف کے واضح مؤید اور نانوتوی' غلام قادیانی اور ان کے متبعین کو براہِ راست ڈھیر کر رہے ہیں۔

اب سنیئے ان سے اس کے برخلاف چلنے والوں کا حکم۔ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص کفر التزامی کا ارتکاب کرے تو اس ظالم کو کچھ نہ کہنا اور اس کی بجائے' شرعی حکم بتانے والے عالم دین کو دھر لینا بہت بڑا ظلم ہے اور اس کے خلاف آواز بلند کرنا نہایت ضروری ہے"۔

ملاحظہ ہو (اصلاح عقائد و اعمال' صفحہ ۱۸)

اقول: یہ الفاظ پورے کے پورے فیض رسول صاحب پر فٹ آ رہے ہیں کیونکہ ان کی کارگزاریاں بعینہ وہی ہیں جو ان لفظوں میں مذکور ہیں اور وہ بھی گستاخان نبوت کے خلاف شرعی حکم بیان فرمانے والے امام' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہوئے ان ظالموں کو کچھ کہنے کی بجائے معاذ اللہ خود امام اہل سنت کو مطعون ٹھہرا رہے ہیں بلکہ اگر اس پس منظر کو بھی ساتھ ملا لیا جائے کہ فیض رسول صاحب اس رسالہ (اصلاحِ عقائد و اعمال) کی تالیف سے قبل کئی بار مؤلف رسالہ کے پاس اپنا زیر بحث مسئلہ لے کر گئے تھے اور ان سے فیصلہ دینے کی درخواست بھی کی تھی' تو یہ امر یقینی قرار پا جاتا ہے کہ پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب نے یہ الفاظ لکھے ہی خصوصیت کے ساتھ فیض رسول صاحب کے متعلق ہیں۔ صرف ان کا نام نہیں لکھا ان کی علامات سب لکھ دی ہیں جو تصریح کرنے کی

بہ نسبت زیادہ مؤثر طرز بیان ہے کہ اس سے قاری کے دل میں محکوم علیہ کے بارے میں تجسس پیدا ہوجاتا ہے۔ "الکنایۃ ابلغ من الصریح" کا بھی یہی محل ہے۔

ثم اقول: منیب الرحمٰن صاحب نے اپنے اس فیصلہ کو ان کی ذاتی رائے ہونے کے اعتراض سے بچانے کے لیے اسی رسالہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں علماء کی ایک پوری ٹیم ان کے ساتھ ہے جو بعینہٖ فیض رسول صاحب کی خواہش کی تکمیل ہے کیونکہ انہوں نے ان سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنا فیصلہ جماعت علماء کو اپنے ساتھ ملا کر دیں۔ پروفیسر صاحب موصوف نے جن علماء کے نام اپنے مؤید کے طور پر لکھے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

لکھتے ہیں: جن علماء کرام نے ہماری اس تحریر کو اپنی سند توثیق، تصویب اور تائید سے نوازا (الیٰ)

- علامہ سید حسین الدین شاہ راولپنڈی
- علامہ جمیل احمد نعیمی کراچی
- علامہ حافظ عبدالستار سعیدی لاہور
- علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی کراچی
- علامہ مفتی محمد جان نعیمی کراچی
- علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی کراچی
- علامہ مفتی احمد علی سعیدی کراچی
- علامہ مفتی ابوبکر صدیق کراچی
- علامہ مفتی ندیم اقبال سعیدی کراچی
- علامہ مفتی خالد کمال کراچی
- علامہ مفتی محمد عمران شامی کراچی
- علامہ مفتی محمد اکمل مدنی کراچی
- علامہ مفتی سہیل رضا امجدی کراچی
- علامہ مفتی لیاقت حسین اظہری کراچی
- علامہ مفتی محمد اسحاق ظفر راولپنڈی
- علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری سکھر۔

علاوہ ازیں حسب ذیل نام بھی لکھے ہیں:

• علامہ غلام رسول قاسمی • علامہ سید کرامت حسین صاحب
• علامہ مفتی محمد وسیم اختر المدنی • علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی
• علامہ مفتی محمد رفیق حسنی اور • علامہ مفتی محمد اسماعیل نورانی۔

ملاحظہ ہو (اصلاحِ عقائد واعمال صفحہ ۹ ٬صفحہ ۱۰ ٬صفحہ ۶ ٬صفحہ ۷)۔

خلاصہ یہ کہ فیض رسول صاحب نے اپنے مضمون میں پروفیسر منیب الرحمٰن صاحب سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ علماء کی ٹیم کی ہمراہی میں مسئلہ ہذا میں حکم بن کر کوئی فیصلہ صادر کریں جو انہوں نے مطلوبہ شرائط کی تکمیل کے ساتھ سنا دیا ہے جس میں انہوں نے نانوتوی وغیرہ منکرین کی شخصی تکفیر کو صحیح اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ (بصورت حسام الحرمین) کو حق جب کہ فیض رسول صاحب کو ظالم بلکہ اظلم قرار دے دیا ہے اس طرح سے حجت تمام ہوگئی۔

جب کہ حَکَم ماننے کا مطلب٬ صادر کیے گئے فیصلہ کو بہر صورت مان لینے کا عہد ہوتا ہے لہٰذا فیض رسول صاحب پر ہر طرح سے لازم ہوگیا ہے کہ وہ عہد پورا کرتے ہوئے مسئلۂ تکفیر میں اپنے مؤقف کے باطل ہونے کا اعلان کریں اور اپنے موقف سے اعلانیہ توبہ تائب ہوں نیز ایک بار پھر تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کریں اور جن اہل سنت نے اس عرصہ میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں٬ خطبات جمعہ وغیرہا میں ان کے اعادہ کے وجوب کا حکم بیان کریں جس کے وہ عادی بھی ہیں۔ واللہ الموفق والهادی الی سواء السبیل۔

الحمدللہ حق ہر حوالہ سے روز روشن سے زیادہ واضح ہو چکا وہو المقصود۔

اعلیٰ حضرت زندہ باد۔ غزالیٔ زماں زندہ باد۔ علماء اہل سنت زندہ باد۔ فقط۔

کتبہ الفقیر عبدالمجید سعیدی رضوی بقلمہ

صدر شعبۂ تدریس وافتاء ومہتمم جامعہ غوث اعظم وجامعہ سعیدیہ رحیم یارخاں

وجامعہ کاظمیہ کوٹ سمابہ وخطیب جامع مسجد نوری رحیم یارخان سٹی

(بہاول پور' پنجاب' پاکستان)

•••